Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعرات

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت ۳۵ پیسے

جلد ۶۶ / ۳۱	۱۰ شعبان ۱۳۹۷ھ ۔ ۲۸ وفا ۱۳۵۶ہش ۔ ۲۸ جولائی ۱۹۷۷ء	نمبر ۱۶۹

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ناپاک اور نامراد ہے وہ دِل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا

کِسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دُعائیں مانگتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے

"نمازوں کو سنوار کر پڑھو کیونکہ ساری مشکلات کی یہی کُنجی ہے اور اسی میں ساری لذّات اور خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ صدق دل سے روزے رکھو، صدقہ وخیرات کرو۔ درود و استغفار پڑھا کرو۔ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو، ہمسایوں سے مہربانی سے پیش آؤ، بنی نوع بلکہ حیوانوں پر بھی رحم کرو، اُن پر بھی ظلم نہ کرنا چاہیئے۔ خدا سے ہر وقت حفاظت چاہتے رہو کیونکہ ناپاک اور نامراد ہے وہ دل جو ہر وقت خدا کے آستانہ پر نہیں گرا رہتا وہ محروم کیا جاتا ہے۔ دیکھو اگر خدا ہی حفاظت نہ کرے تو انسان کا ایک دَم گزارہ نہیں۔ زمین کے نیچے سے لے کر آسمان کے اُوپر تک کا ہر طبقہ اس کے دشمنوں کا بھرا ہوا ہے۔ اگر اسی کی حفاظت شاملِ حال نہ ہو تو کیا ہو سکتا ہے۔ دعا کرتے رہو کہ اللہ تعالیٰ ہدایت پر کاربند رکھے کیونکہ اس کے ارادے دو ہی ہیں گمراہ کرنا اور ہدایت دینا جیسا کہ فرماتا ہے یضلّ بہ کثیرًا ویھدی بہ کثیرًا۔ پس جب اس کے ارادے گمراہ کرنے پر بھی ہیں تو ہر وقت دعا کرنی چاہیئے کہ وہ گمراہی سے بچاوے اور ہدایت کی توفیق دے۔ نرم مزاج بنو کیونکہ جو نرم مزاجی اختیار کرتا ہے خدا بھی اس سے نرم معاملہ کرتا ہے اصل میں نیک انسان تو اپنا پاؤں بھی زمین پر پھونک پھونک کر احتیاط سے رکھتا ہے تا کسی کیڑے کو بھی اس سے تکلیف نہ ہو۔ غرض اپنے ہاتھ سے، پاؤں سے، آنکھ وغیرہ اعضاء سے کسی کو کسی نوع کی تکلیف نہ پہنچاؤ اور دعائیں مانگتے رہو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

"دیکھو قرآن شریف کی سورۂ مزمّل میں صاف تاکید ہے کہ انسان کو کچھ حصہ رات آرام بھی کرنا چاہیئے اس سے دن بھر کی کوفت اور تکان دُور ہو کر قویٰ کو اپنا خرچ شدہ مادہ بہم پہنچانے کا وقفہ مل جاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یعنی سُنّت بھی اسی کے مطابق ثابت ہے چنانچہ فرماتے ہیں اصلّی و انوم۔

اصل میں انسان کی مثال ایک گھوڑے کی سی ہے۔ اگر ہم ایک گھوڑے سے ایک دن اس کی طاقت سے زیادہ کام لیں اور اُسے آرام کرنے کا وقفہ ہی نہ دیں تو بہت قریب ایسا وقت ہو گا کہ ہم اس کے وجود کو ہی ضائع کر کے تھوڑے فائدہ سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ نفس کو گھوڑے سے مناسبت بھی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۱۲۹)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۸ وفا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے، ہمیشہ اپنی حفاظتِ خاص میں رکھے اور اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدظلہا العالی تحریر فرماتی ہیں:۔
"عزیزم سید محمود احمد ناصر کی طبیعت ابھی خراب ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اپریشن کے نتیجہ میں کوئی قابلِ تشویش بات ظاہر نہیں ہوئی غذا کی نالی اندر سے جُڑی ہوئی تھی جسے کھول دیا گیا ہے۔ مُنہ سے ابھی غذا نہیں دی گئی ناک سے نالی ڈالی ہوئی ہے اس سے دودھ اور چائے وغیرہ دے رہے ہیں۔ احبابِ جماعت دعا کریں کہ عزیزم کو اللہ تعالیٰ مکمل صحت عطا فرمائے۔"

میرے ہم زلف مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر شاہد مربی سلسلہ احمدیہ ضلع بہاولپور کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۳ وفا ۱۳۵۶ہش بمطابق ۲۳ جولائی ۱۹۷۷ء کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت مولانا ابو العطاء صاحب رضی اللہ عنہ کا نواسہ اور محترم مولوی غلام احمد صاحب ارشد کا پوتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت "منظور احمد عمر" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صالح اور خادمِ دین بنائے، صحت والی لمبی عمر دے اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین
(منیر احمد منیب واقفِ زندگی۔ ربوہ)

ربوہ کا موسم

۲۵ جولائی کو ربوہ میں بارش ہوئی۔ پھر ۲۷ جولائی کی صبح کو موسلا دھار بارش ہوئی جو کم و بیش ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ آج (۲۸ جولائی) دھوپ نکلی ہوئی ہے لیکن گرمی کی شدت میں قدرے کمی آگئی ہے۔

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۸ر وفا ۱۳۵۶ہش

۲۸ر جولائی ۱۹۷۷ء

ریاء سے بچنے اور محفوظ رہنے کا طریق

بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض لوگ بظاہر نیک اعمال بجا لا رہے ہوتے ہیں لیکن ان کا وہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا جو ہونا چاہیئے یعنی ان میں خشیتِ الٰہی، تقویٰ اللہ، پاکیزگیٔ نفس اور اخلاقِ فاضلہ کے اوصاف پیدا نہیں ہوتے اور اس طرح وہ تعلق باللہ اور محبتِ الٰہی کے اعلیٰ مقامات حاصل کرنے سے یکسر محروم رہتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ان کے اعمال اکارت کیوں جاتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے اس کا قرآن مجید میں خود جواب دیا ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں میں ایک مرض ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ان کے نیک اعمال کو گھن کی طرح کھا رہا ہوتا ہے۔ وہ مرض ہے ریاء جسے اردو میں دکھاوا کہتے ہیں۔ ایسے لوگ دکھاوے کے طور پر نیک اعمال بجا لاتے ہیں۔ نیت ان کی یہ ہوتی ہے کہ لوگ انہیں نیک اعمال بجا لاتے ہوئے دیکھیں۔ ان کی تعریف کریں اور وہ بڑے متقی اور پرہیزگار مشہور ہوں۔ چونکہ ان کی غرض رضائے الٰہی کا حصول نہیں ہوتی اس لئے ان کے نیک اعمال عند اللہ مقبول نہیں ہوتے اور وہ ان کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں نہ خشیت پیدا ہوتی ہے اور نہ تقویٰ اللہ، نہ پاکیزگیٔ نفس اور نہ اخلاقِ فاضلہ۔ نیک اعمال بجا لا کر بھی وہ کورے کے کورے ہی رہتے ہیں بلکہ ان کے دل اور زیادہ سخت ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ زبانی دعوئ ایمان کے باوجود حقیقی معنوں میں مومن نہیں ہوتے اور نہ یوم آخرت پر ہی ان کا ایمان ہوتا ہے۔ اگر فی الواقعہ انہیں خدا تعالیٰ کی ہستی اور جزا سزا کے دن پر حقیقی ایمان حاصل ہوتا تو وہ کبھی ریاء کو اپنے قریب نہ پھٹکنے دیتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ریاء سے بچنے سے بہت سختی سے منع کیا ہے اور پھر ایک نہایت ہی لطیف مثال کے ذریعہ ریاء کی مضرت کو واضح فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ ریاء کی عادت کیوں اور کس طرح نیک اعمال کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ریاء سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ۝"

(البقرہ آیت ۲۶۵)

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اپنے صدقات کو احسان جتانے اور تکلیف دینے (کے عمل) سے اس شخص کی طرح ضائع نہ کرو جو لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا کیونکہ اس کی حالت تو اس پتھر کی حالت کے مشابہ ہے جس پر کچھ مٹی (پڑی ہوئی) ہو اور اس پر تیز بارش ہو اور وہ اسے (مٹی دھو کر پھر) صاف پتھر کا پتھر کر دے۔ یہ (ایسے لوگ ہیں کہ) جو کچھ کماتے ہیں اس کا کوئی حصہ بھی ان کے ہاتھ میں نہیں آتا اور اللہ اس قسم کے کافروں کو (کامیابی کی) راہ نہیں دکھاتا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رئاء الناس کی غرض سے نیک اعمال بجا لانے والوں کے ایمان کو اس تھوڑی سی مٹی سے تشبیہہ دی ہے جو ایک پتھر پر پڑی ہوئی ہو جو بارش کو اپنے اندر جذب کرکے سرسبزی اگانے کی صلاحیت سے عاری ہو اور بارش سے بہہ کر پتھر کو ننگا کر دے۔ یعنی جس طرح بارش پتھر پر پڑی ہوئی مٹی کو بہا کر اسے صاف پتھر کا پتھر کر دیتی ہے اسی طرح جو نیک اعمال دکھاوے کے طور پر بجا لائے جاتے ہیں وہ اکارت جاتے ہیں اور انسان کو ان کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ان کا سرے سے کوئی نتیجہ ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال بیان کرکے ریاء کی مضرت اور ریاء کرنے والوں کی بدنصیبی اور محرومی کو بہت ہی لطیف اور موثر انداز میں واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

"اَیَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖۚ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ۠۝"

(البقرہ آیت ۲۶۷)

ترجمہ:۔ کیا تم میں سے کوئی شخص چاہتا ہے کہ اس کی کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور اس میں سے اسے ہر قسم کے پھل ملتے رہتے ہوں اور اسے بڑھاپے نے بھی آ پکڑا ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں۔ پھر اس باغ پر ایک ایسا بگولہ چلے جس میں آگ (کی سی گرمی) ہو اور وہ باغ جل جائے (دیکھو) اللہ تمہارے (فائدے کے) لئے اس طرح اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ تم فکر (سے کام لیا) کرو۔

ظاہر ہے اس شخص کی حسرت و نامرادی کا اندازہ لگانا مشکل ہے جو پھلوں کے ایک سرسبز و شاداب باغ کا مالک ہو، ہو بھی وہ بوڑھا اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا باپ جن کی پرورش کا بار اس کے کندھوں پر ہو اچانک ایک ایسا بگولہ چلے جو اس کے باغ کو تباہ و برباد کرکے رکھ دے۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس پر وارد ہونے والی مصیبت کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ اس مثال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہ امر ذہن نشین کرایا ہے کہ جو شخص بھی ریاء سے کام لے کر نیک اعمال بجا لاتا ہے وہ اپنے ہاتھوں خود اپنے پر ایسی ہی بربادی مسلط کرتا ہے۔ جیسی کہ باغ کے اس بڑھے مالک پر وارد ہوتی ہے۔ اس کے باوجود جو بھی ریاء کے طور پر نیکی بجا لاتا ہے اس کے بیوقوف اور بدبخت ہونے میں شک کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ سو گویا نیک اعمال بجا لانے میں ریاء سے بچنا ہلاکت سے بچنے کے مترادف ہے۔

بایں ہمہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ریاء سے بچنا آسان نہیں ہے۔ انسان ریاء کا مرتکب ہو رہا ہوتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ وہ ریاء سے پاک ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ریاء سے کلی طور پر بچنے کے لئے اپنے نفس پر ایک موت وارد کرنا پڑتی ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس کام میں ریاکاری کا ذرہ بھی ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی وہی مثال ہے جیسے ایک اعلیٰ قسم کے عمدہ کھانے میں کتا منہ ڈال دے۔ آج کل بھی یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے اور اکثر امور میں ریاکاری کی ملونی ساتھ ہوتی ہے۔ پس اعمال میں یہ ملونی نہ ہونی چاہیئے۔ اصل میں انسان ایک حد تک مجبور بھی ہے کہ ملونی کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کیونکہ کمل تو ہے نہیں۔ جب تک اسے نفس مطمئنہ حاصل نہ ہو جائے اور کسی کی لعن طعن کی پرواہ نہ کرے (اس وقت تک وہ لغزش کے امکان سے پاک نہیں ہوتا) چاہیئے یہ کہ اس کے اعمال میں ایسا اخلاص ہو جائے کہ تعریف کرنے والا اور گالی دینے والا، مناقب بیان کرنے والا اور حقارت سے دیکھنے والا اس کی نظر میں یکساں ہو جائیں اور یہ دونوں کو بیمار جانے بلکہ مردے کی طرح جانے جو نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ اور نہ سنوار سکتا ہے ....

شریعتِ اسلام میں بڑے بڑے باریک امور اس لئے ہیں تا کہ اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے۔ اخلاص (یعنی ریاء اور نفاق سے بکلی پاک ہونے کی حالت) ایک موت ہے جو مخلص کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہے۔ جو دیکھے کہ اعلانیہ خرچ کرنے اور خیرات دینے یا چندوں میں شامل ہونے سے اس کے نفس کو مزا آتا ہے اور ریاء پیدا ہوتی ہے تو اس کو چاہیئے کہ ریاکاری سے دست بردار ہو جائے اور بجائے اعلانیہ خرچ کرنے کے خفیہ طور سے خرچ کرے اور ایسا کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو۔ پھر خدا قادر ہے کہ نیک کو اس کی نیکی اور پاک تبدیلی کی وجہ سے بخش دے۔ یہ خیال نہ کرو کہ سو سال تک عبادت کرنے سے ہی نجات ہوتی ہے بلکہ خدا تو نکتہ نواز ہے وہ ایک نیکی سے بخش دیتا ہے۔ صرف اخلاص چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد نہم ص ۲۰۹، ۲۱۰ مع حاشیہ)

خریداران الفضل کی خدمت میں ضروری گزارش

الفضل کے بعض خریدار اپنا اخبار کا چندہ بذریعہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ بھجواتے ہیں۔ ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ چندہ بھجواتے وقت دفتر الفضل کو اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں اور چٹ نمبر بھی لکھ دیا کریں اگر نیا پرچہ جاری کرانا مطلوب ہو تو نیا پرچہ لکھ دیا کریں۔ تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرتِ الٰہی کے بعض عظیم الشان نظارے

سُلطان احمد پیرکوٹی

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَیَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْھَادُ ○ (مومن: ۵۲)

ہم اپنے رسولوں کی اور اُن لوگوں کی جو اُن پر ایمان لاتے ہیں اِس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی مدد و نصرت کرتے ہیں۔

اور ایسا کیوں نہ ہو کہ رسول اور ان پر ایمان لانے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پیارے لوگوں میں سے ہوتے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ان کی عون و نصرت اور تائید نہ کرے تو ان کے اللہ تعالیٰ کے پیارے ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی شخص سے محبت اور پیار کرتا ہے تو وہ ضرورت کے وقت اس کی تائید و نصرت پر بھی آمادہ ہوتا ہے اور اس کو آرام پہنچانے کی ہر دم خواہش رکھتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ جو قادر و مقتدر ہستی ہے، دنیا کے تمام خزانے اس کے قبضہ میں ہیں اور پھر وہ عالم الغیب بھی ہے وہ اپنے پیارے بندوں کی مدد و نصرت کیوں نہ کرے۔

خدا تعالیٰ کے رسول اور ان کے ذریعہ قائم شدہ جماعتیں ابتداءً بہت کمزور اور ضعیف ہوتی ہیں۔ دنیوی طاقت ان کے پاس نہیں ہوتی، افرادی طاقت سے وہ محروم ہوتی ہیں پھر اگر وہ دنیا کی ہر قسم کی روکوں کے باوجود کامیاب و کامران ہوتے ہیں تو اس کی صرف یہ وجہ ہوتی ہے کہ ان کی پشت و پناہ خدائے قوی و عزیز ہوتا ہے۔ اس کی نصرت اور آسمانی تائید انہیں حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق دیکھیں، قرآن کریم کا مطالعہ کریں تو ہمیں الٰہی نصرت اور آسمانی تائید کے بے شمار واقعات نظر آتے ہیں۔ یہ واقعات خدا تعالیٰ کی ہستی، اس کے ماموروں اور اس کی طرف سے قائم شدہ جماعتوں کی صداقت کا بیّن ثبوت ہیں۔

(۲)

حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے تو آپ نے انہیں بتایا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری طرف مبعوث ہوا ہوں تمہیں ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ میں تمہیں یہ تعلیم دیتا ہوں کہ خدائے رحمان کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، برائیوں سے بچو اور نیکیاں بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ اپنے گناہوں کی بخشش خدا تعالیٰ سے چاہو۔ وہ بہت بخشنے والا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم پر متواتر اور موسلا دھار بارشیں برسائے گا اور تمہارے اموال اور اولاد میں برکت دے گا، وہ تمہارے لئے اس دنیا میں بھی باغات مہیا کرے گا اور نہریں بہا دے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی یہ نصائح سراسر اپنی قوم کی خیر خواہی اور بھلائی پر مبنی تھیں مگر انہوں نے ان نصائح کو قبول کرنے اور آپ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ازراہِ تحقیر کہا تم بھی ہمارے جیسے انسان ہو اور تمہارے متبع تو ہمارے کمین اور غلام ہیں، ہم انہیں رذیل سمجھتے ہیں۔ ہمارے مقابلہ میں تمہیں کوئی فضیلت بھی حاصل نہیں۔ ہاں ازراہِ تحکم تم اپنے آپ کو ہم سے افضل قرار دو تو اور بات ہے۔ تم ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ۔ تمہارا تو دماغ پھر گیا ہے۔ ہم تمہیں وارننگ دیتے ہیں کہ اگر تم اپنی اس تبلیغ اور ارشاد سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا میں تو جو کچھ کہہ رہا ہوں تمہاری خیر خواہی کے لئے کہہ رہا ہوں۔ تمہاری دھمکیوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میں تو اپنے قادر و مقتدر خدا پر توکل کرتا ہوں۔ تم اپنی تدابیر کو عمل میں لاؤ، باہم مشورہ کر کے جو قدم اُٹھانا ہے اُٹھاؤ، تم اپنے ہم رائے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملا لو اور مجھے مہلت مت دو لیکن مجھے یقین ہے کہ تم مجھے نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ میرا خدا تمہارے مقابلہ میں میری مدد اور نصرت کرے گا، مجھے اپنی تائید سے بہرہ ور کرے گا اور میں تمہارے مقابلہ میں فتحیاب ہوں گا۔

حضرت نوح علیہ السلام بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہوئے، اپنے ربّ کے حضور گڑگڑائے اور عرض کیا خدایا! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ○ (الشعراء: ۱۱۹) تو ہی میرے درمیان اور ان کے درمیان فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ماننے والوں کے درمیان فیصلہ فرما اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ظالم قوم سے نجات عطا فرما۔ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ (قمر: ۱۱) میں مغلوب و مقہور ہوں، کمزور و بے بس ہوں تو ہی میری مدد و نصرت فرما اور میرا انتقام لے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کی دعاؤں کو سُنا اور فرمایا۔ نوح! گھبراؤ نہیں نِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ (الصّٰفّٰت: ۷۶)۔ ہم نے تیری پکار کو سُنا اور ہم پکارنے والے کی پکار کو بڑی اچھی طرح سُنتے ہیں ہم تیرا انتقام لیں گے۔ مخالفین کے مقابلہ میں تیری مدد و نصرت فرمائیں گے۔ تمہیں بے یار و مددگار ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعاؤں اور التجاؤں کو شرفِ قبولیت بخشا اور آپ کو اور آپ کے ماننے والوں کو اس کربِ عظیم سے نجات دی جس میں آپ گرفتار تھے اور ظالم قوم کو غرقِ آب کر دیا۔ خشک و بنجر زمین سے ہر جا چشمے پھوٹنے لگے۔ آسمان سے موسلا دھار بارشیں ہوئیں۔ زمین جل تھل ہو گئی۔ اُوپر اور نیچے کا پانی باہم مل گیا۔ آپ کے مخالفین اس پانی میں غرق ہو گئے۔ ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور اسے بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا سامان بنا دیا گیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت پہلے سے تیار شدہ کشتی کے ذریعہ بچا لیا گیا۔ یہ واقعہ نصرتِ الٰہی اور تائیدِ حق کی ایک عظیم مثال ہے۔

(۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم بُت پرستی کا شکار اور دلدادہ تھی۔ آپ کا خاندان پروہت خاندان تھا جو روز نئے نئے بُت بنا کر لوگوں کو عبادت اور پرستش کے لئے پیش کرتا تھا اور اس کے بدلہ میں مادی فوائد بھی حاصل کرتا تھا۔ آپ نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہ بُت نہ تو تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ فائدہ۔ تم خود ہی دیکھو جب چیز تم خود اپنے ہاتھوں سے تیار کرتے ہو وہ قابلِ پرستش کیسے ہو سکتی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ بُت فروشی سے جو دولت حاصل ہوتی ہے توحید اختیار کرنے سے وہ جاتی رہے گی یا تم سمجھتے ہو کہ بُت ہمیں روزی دے رہے ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ ہر چیز کو رزق خدا دیتا ہے اور وہ خیر الرازقین ہے، تم اسی سے رزق چاہو، تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ اس کی نعمتوں کی قدر کرو اور ان پر اس کا شکر ادا کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم نے ان نصائح کی قدر نہ کی۔ انہوں نے اس پاکیزہ تعلیم کو ٹھکرا دیا جس پر عمل کرنے میں سراسر ان کی بھلائی تھی اور دھمکی دی کہ اے ابراہیم! اگر تم ان باتوں سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور باہم مشورہ کیا ابراہیم کو زندہ جلا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایک بہت بڑی چتا تیار کروائی اور اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پھینک دیا اور وہ اپنی جگہ خوش تھے کہ روز روز کے جھگڑوں سے نجات ملی لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس کارروائی کو کامیابی سے کیسے ہمکنار کرتا۔ آگ بھی اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ بہرحال انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تو آپ نے اپنے خالق و مالک اور قادر و مقتدر خدا سے دعا کی۔ مولیٰ میں ضعیف و ناتوان ہوں، یہ لوگ دنیوی طاقت و شوکت رکھتے ہیں لیکن میں تو صرف تیری ذات پر توکل اور یقین رکھتا ہوں تو ہی مجھے اس ظالم قوم سے بچا۔ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ○ (ممتحنہ: ۵) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سُنا اور اپنے وعدوں کے موافق آپ کو اپنی عون و نصرت سے نوازا۔ اس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کفار کی تدبیر کو ناکام بنا دیا اور آگ کو حکم فرمایا کہ تم میرے بندہ ابراہیم پر سرد اور سلامتی کا موجب بن جا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخالفین کا تو اب کوئی نام لیوا نہیں ملتا مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے میں نرینہ اولاد سے نوازا اور آپ کے بچوں میں سے ہر ایک کو نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا۔ انہیں امام اور لوگوں کو ان کا مقتدی اور پیرو بنایا اور یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی مدد و نصرت اور آسمانی تائید کا بڑا زبردست نشان ہے۔

(۴)

حضرت لوط علیہ السلام کی قوم بہت سی برائیوں اور بدیوں میں مبتلا تھی۔ آپ ان کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ آپ نے اپنی قوم کو کہا تم ایک ایسی قابلِ نفرت برائی میں مبتلا ہو کہ اس میں تم سے پہلے کوئی اور قوم مبتلا نہیں ہوئی۔ تم نے علاقہ کے امن کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ تم راہزنی اور ڈاکہ زنی کا ارتکاب کرتے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو، اسی کی عبادت کرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو۔ قوم نے آپ کی تعلیم کو ٹھکرا دیا اور آپ کے درپئے آزار ہو گئی اور بڑی دلیری سے یہ مطالبہ کیا کہ جس عذاب کا تم وعدہ دے رہے ہو وہ لے آؤ اور دھمکی دی کہ اگر تم اپنی تعلیم کی اشاعت سے باز نہ آئے تو تمہیں علاقہ بدر کر دیا جائے گا اور پھر باہم مشورہ کیا کہ نہ صرف آپ کو بلکہ آپ کے ماننے والوں کو بھی علاقہ سے باہر نکال دیا جائے۔

حضرت لوط علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! یہ درست ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں ضعیف و بیکس ہوں لیکن میں خدائے قادر و توانا سے طاقت چاہوں گا چنانچہ آپ نے دعا کی :-

رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ (عنکبوت: ۳۱)

اے میرے ربّ مفسد قوم کے مقابلہ میں میری مدد و نصرت فرما۔

اور مجھے اور میری جماعت کو میرے مخالفین کی کارروائیوں سے محفوظ رکھ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور آپ کو تسلی دی کہ یہ لوگ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور پھر عملاً آپ کو اور آپ پر ایمان لانیوالوں کو اس قوم کی کارروائیوں سے نجات دیدی۔ اور وہ اس طرح کہ اس نے ان پر کنکروں بھری ایک ہوا چلائی، ان پر پتھروں کی بارش برسائی۔ ان کی سرزمین کے نچلے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دیا۔ ان کی جڑھ کاٹ کر رکھ دی اور انہیں بعد میں آنے والوں کے لئے سامانِ عبرت بنا دیا۔

(۵)

حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تو وہ بھی بت پرستی اور دوسری کئی برائیوں اور بدیوں میں گرفتار تھی۔ آپ کو ان کی ہدایت کی فکر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے میری قوم! میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور مجرمانہ اعراض نہ کرو۔ تم صرف خدا کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم پر موسلادھار بارشیں برسائے گا اور ان کے نتیجہ میں تمہاری قوت میں بے پناہ اضافہ کرے گا۔ تمہارے جانوروں اور اولاد میں برکت بخشے گا۔ قوم نے آپ کو جھوٹا قرار دیا۔ ہلکی عقل کا مالک بتایا اور کہا کہ تم مجنون ہو، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم عذاب کا شکار ہوں۔ وہ آپ کے درپئے آزار ہو گئے۔

حضرت ہود علیہ السلام کو اپنے خدا کی عون و نصرت اور تائید و امداد پر کامل یقین تھا اور آپ نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مجھے اپنے ربّ پر پورا توکل ہے۔ اس کی مدد و نصرت پر پورا یقین ہے تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تم ہر قسم کی تدبیر کر دیکھو اور مجھے بچاؤ کا موقع نہ دو اور پھر دیکھو کہ تمہارے مقابلہ میں مجھے کیسے فتح نصیب ہوتی ہے۔

آپ کے اس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کو آیا اور اپنے وعدہ کے مطابق اور اپنی رحمت کے نتیجہ میں آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو مخالفین کی تدابیر سے بچایا۔ آپ کے مخالفین پر خدا تعالیٰ نے سخت عذاب بھیجا۔ ان پر تیز و تند ہوا چلی جس نے ان کو اس طرح اکھاڑ پھینکا گویا وہ ایسی کھجوروں کے تنے ہیں جن کے اندر کا گودا کھایا ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑھ کاٹ کر رکھ دی اور نہ صرف انہیں اسی دنیا میں سخت عذاب سے دوچار کیا بلکہ دونوں جہانوں میں لعنت کا طوق ان کے گلوں میں ڈال دیا۔

(۶)

قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم خدائے واحد کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک مت ٹھہراؤ۔ زمین میں مفسد بن کر نہ پھرو اور اس کے امن کو برباد نہ کرو۔ تم اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہو تا وہ تمہیں اپنی بے پایاں رحمت سے نوازے، تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت دی ہے، تمہیں باغات عطا کئے ہیں، تمہیں چشموں کا مالک بنایا ہے، لہلہاتی کھیتیاں تمہاری ملکیت ہیں، کھجوروں کے باغات تمہاری دولت میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے تم پھر بھی خدا کا شکر ادا نہ کرو اور حد سے گزر کر اس کی ناراضگی کا موجب بنو تو یہ درست امر نہیں۔ تم میری بات مانو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ قوم ثمود نے اپنے خیر خواہ اور ہمدرد اور خداوند تعالیٰ کے فرستادہ و پیغمبر حضرت صالح علیہ السلام کی آواز پر کان نہ دھرا اور کہا صالح! تم ہمارے جیسے ایک انسان ہو ہم تمہاری اطاعت کیوں کریں۔ کیا تمہارے خدا کو تم جیسا ہی پیغمبر میسّر آیا تھا؟ کوئی اور معتبر آدمی اسے نہیں ملا تھا؟ ہمیں تو تم جھوٹے اور متکبر معلوم ہوتے ہو۔ ہمیں تمہارے لائے ہوئے پیغام کی صداقت میں شبہ ہے۔ ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ کسی نے تم پر جادو کر دیا ہے۔ اگر تم سچے ہو تو وہ عذاب لے آؤ جس سے تم ہمیں ڈرا رہے ہو۔ انہوں نے آپ کے خلاف بعض تدابیر کیں جن میں سے ایک تدبیر یہ تھی کہ کچھ نوجوان اکٹھے ہو کر رات کو آپ پر حملہ کر دیں اور آپ کا قصہ تمام کر دیں اور اگر آپ کے رشتہ داروں نے اس پر اعتراض کیا اور بدلہ لینے کی ٹھانی تو وہ کہہ دیں ہم تو اس دن یہاں موجود نہیں تھے۔ لیکن بہرحال یہ ایک تدبیر تھی جو انہوں نے کی۔ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی جس پر آپ تبلیغ کے لئے باہر جایا کرتے تھے اس کی کونچیں کاٹ دیں تا اصلاح و ارشاد کا سلسلہ بند ہو جائے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ کے حالِ زار کو دیکھا اور وہ اس کی مدد و نصرت کیلئے آسمان سے نیچے اتر آیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوم ثمود کو بطور سزا ایک زلزلہ نے آلیا اور اس نے انہیں بالکل تباہ و برباد کر دیا۔ اس نے انہیں باڑ بنانے والے کے درختوں سے گرائے ہوئے چورے کی طرح بنا دیا۔ ان کے عالیشان گھر پیوندِ زمین ہو گئے اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا کوئی کبھی یہاں نہیں رہا۔ ان کی تدبیریں ان کے کام نہ آئیں۔ ان کے مقابل پر اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام اور آپ کے متبعین کو اس زلزلہ سے بچا لیا۔ وَنَجَّيْنَا صَالِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا (ہود: ۶۷)

(۷)

حضرت شعیب علیہ السلام قوم مدین کی طرف مبعوث ہوئے۔ اس قوم میں علاوہ اور برائیوں کے کم تولنا، کم ناپنا اور دوسروں کے حقوق پوری طرح ادا نہ کرنا خصوصی عیوب بھی تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو ان نقائص کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا تم ناپ اور تول پورا دیا کرو۔ لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو۔ زمین میں فساد نہ کرو اور مومنوں کو خدا کی راہ سے روکنا اور ڈرانا چھوڑ دو۔ دیکھو خدائے واحد کی عبادت کرو۔ اس کے سوا کسی اور ہستی کو عبادت اور پرستش کے لائق نہ جانو۔ ذرا خیال تو کرو تم پہلے کتنے ضعیف اور کمزور تھے اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا اور اس نے تمہاری افرادی قوت کو بڑھا دیا۔ پھر ایسے خدا سے کیوں منہ موڑتے ہو۔ تم اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ میں یہ باتیں صرف تمہاری اصلاح کے لئے کہہ رہا ہوں ورنہ مجھے کوئی لالچ نہیں۔

قوم مدین نے کہا۔ اے شعیب! تم اپنی نمازیں اپنے پاس رکھو۔ کیا تمہاری خاطر ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اور اپنے اموال میں حسبِ منشاء تصرف نہ کریں ہمیں تو تمہاری باتیں سمجھ میں نہیں آتیں۔ ہمارے مقابلے میں تم بہت ضعیف اور کمزور ہو۔ ہماری نظروں میں تمہارا کوئی احترام نہیں۔ اگر تمہارے قبیلہ کا خیال نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔ اگر تم ان باتوں سے نہ رکے تو ہم تمہیں اور تمہارے ماننے والوں کو علاقہ بدر کر دیں گے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں کہا تم انتظار کرو اور دیکھو کہ خدا کیا فیصلہ فرماتا ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ تم اپنی تدابیر اختیار کرو میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ ہمارا توکل اسی پر ہے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی :-

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ

(اعراف: ۹۰)

اے اللہ تو ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔

(باقی ص۸ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمرؓ فاؤنڈیشن ربوہ کا ضروری اعلامیہ بابت سال ۱۳۵۷ہش / ۱۹۷۸ء

علمی تصانیف پر ساڑھے سات ہزار روپے سالانہ کے انعامات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۹ء کے موقع پر احباب جماعت کے سامنے سلسلہ کتب کی تصنیف کے بارے میں ایک جامع سکیم رکھی تھی۔ اس سکیم کی ترغیب کے لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپے کے پانچ انعامات مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ انعامات ان کتب کے لئے مقرر کئے گئے ہیں جو مندرجہ ذیل وسیع عنوانات کی شقوں میں سے کسی ایک شق کے تحت آجائیں:۔

پہلا انعام: بنیادی اسلامی عقائد مثلاً ہستی باری تعالیٰ، صفات الٰہیہ، ضرورت نبوت، معیار شناخت نبوت، دعا، قضا و قدر، بعث بعد الموت، بہشت و دوزخ، معجزات، ضرورت شریعت وغیرہ۔

دوسرا انعام: اسلامی عبادات اور اسلامی اخلاق کا کوئی پہلو۔

تیسرا انعام: تاریخ مذہب، تاریخ انبیائے سابقہ، تاریخ اسلام، کسی ملک میں اسلام پھیلنے کی تاریخ، تاریخ احمدیت، صحابہؓ یا کسی ممتاز مسلمان کی تاریخ و سیرت وغیرہ۔

چوتھا انعام: اسلامی اقتصادیات مثلاً "بنکنگ اور سود"۔ "نظام بیمہ"۔ "لیبر اور متعلقہ مسائل"۔ "تجارتی کمپنیوں کا نظام"۔ "انڈسٹری"۔ "بین الاقوامی تجارت"۔ (ان مضامین پر اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالنے کے علاوہ رائج الوقت نظام کے ساتھ موازنہ بھی کرنا ہوگا) کسی دنیوی علم کی ترقی کے لئے مسلمانوں کی تحقیق اور اس کی ترقی میں ان کا حصہ۔

پانچواں انعام: کوئی علمی موضوع جو اوپر کی شقوں میں شامل نہ ہو۔

شرائط:

(۱) یہ انعام ہر سال دیا جائے گا۔ اس کے لئے سال یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر تک شمار ہوگا۔

(۲) مقابلہ میں وہی مسودات کتب شامل کئے جا سکیں گے جو یکم نومبر ۱۹۷۸ء تک دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن میں موصول ہو جائیں گے۔ البتہ خاص حالات میں استثنائی طور پر اس کے بعد بھی کوئی مقالہ قبول کیا جا سکے گا۔

(۳) یہ ضروری ہوگا کہ کتاب شائع شدہ نہ ہو بلکہ صرف مسودہ بھجوایا جائے گا۔

(۴) یہ مسودہ بیس ہزار الفاظ سے کم نہ ہو۔

(الف) مسودہ کی دو مجلد کاپیاں داخل کی جائیں۔

(ب) مقالہ لکھنے سے پہلے مؤلف اپنے مقالہ کے مضمون کا مجمل ڈھانچہ ارسال کریں تاکہ متعلقہ کمیٹی اس پر غور کر کے اگر ضرورت سمجھے تو مضمون کو بہتر بنانے کے لئے مناسب راہنمائی کر سکے۔

(ج) مقالہ نویس اپنے مقالوں میں حوالہ جات مکمل درج کریں۔ جن میں کتاب کا سن طباعت اور مصنف کا نام ضروری طور پر شامل کیا جائے۔

(د) انگریزی خوان طبقہ توجہ کرے۔ جائز ہوگا کہ ایک عربی دان عالم اور ایک انگریزی دان مل کر انگریزی میں مقالہ مرتب کرے جو دونوں کے نام پر شمار اور شائع ہو سکے گا۔

(۵) پرانی کتب زیر غور نہ آئیں گی۔

(۶) انعام حاصل کرنے کے لئے ایک خاص علمی اور تحقیقی معیار مقرر کیا گیا ہے۔ اس معیار پر اترنے کا فیصلہ اور انعام کے قابل سمجھے جانے کا فیصلہ ایک بورڈ کرے گا جس کا تقرر اس غرض کے لئے صدر محترم فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ہوا کرے گا۔ اس بورڈ کا فیصلہ آخری اور قطعی ہوگا اور اس کے خلاف کسی عدالت میں چارہ جوئی نہیں ہو سکے گی۔

(۶ الف) مستحق انعام قرار دیئے جانے والے مقالوں کے مؤلفین کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اپنے مقالوں کی اشاعت سے پہلے منصفین کی ہدایات کی روشنی میں اپنے مسودوں کی تصحیح کر لیں۔

(۶ ب) نیز مسودہ کی ایک تصحیح شدہ نقل ریکارڈ کے لئے دفتر میں داخل کریں۔

(۷) ضروری نہ ہوگا کہ ہر سال یہ انعام ضرور دیا جائے بلکہ اگر کسی سال کسی شق میں کوئی مضمون بھی معیار پر پورا نہ اترے تو اس سال انعام نہ دیا جائے گا۔

(۸) انعام حاصل کرنے والے مضمون کا کاپی رائٹ مصنف کا ہوگا۔ لیکن انعامی مقالے یا تصنیف کے ہر حصہ کو بصورت اقتباس شائع کرنے کا فضل عمر فاؤنڈیشن کو حق ہوگا اور اگر تین سال تک انعامی مقالے یا تصنیف کو مصنف شائع نہ کرے تو کاپی رائٹ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ہو جائے گا۔ مقالہ نویسندگان اپنے مقالوں کی کم از کم دو مجلد کاپیاں فاؤنڈیشن کے دفتر میں بھجوائیں۔

(الف) اگر کسی مقالہ کی طباعت و اشاعت فاؤنڈیشن کے خرچ پر زیر غور ہو۔ اور مصنف کا اصرار ہو کہ اسے مناسب رائلٹی ادا کی جائے تو فاؤنڈیشن اس پر غور کر سکتا ہے یعنی رائلٹی دے کر مقالہ چھپوانا خارج از امکان نہیں۔

(ب) اگر مقالہ نویس اپنا مقالہ خود شائع نہ کر سکتا ہو۔ اور مقالہ کی اشاعت فاؤنڈیشن کے نزدیک سلسلہ کے مفاد کے لئے ضروری ہو تو فاؤنڈیشن اس کی اشاعت کا مناسب انتظام کرے گا۔

(۹) مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے وسیع عنوانات کے ماتحت کسی عنوان کا قائم کرنا خود مصنف کا کام ہوگا مگر بہتر ہوگا کہ عنوان کے متعلق وہ صدر محترم سے استصواب کر لے۔ انعام یافتہ مقالہ کی طباعت سے قبل اس مقالہ کے عنوان پر دوبارہ غور کیا جائے گا۔

(۱۰) اس امر کا فیصلہ کہ کوئی مضمون کس شق کے تحت آتا ہے یا یہ کہ کسی شق کے تحت بھی نہیں آتا۔ محترم صدر فضل عمر فاؤنڈیشن کا کام ہوگا اور اس کے بارے میں ان کا فیصلہ قطعی اور آخری ہوگا۔

سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن۔ ربوہ

مجالس انصار اللہ کا ہفتہ وصولی یکم تا ۷ اگست

مجالس انصار اللہ یکم اگست تا ۷ اگست چندہ انصار اللہ کی وصولی کا ہفتہ منا رہی ہیں۔ تمام انصار سے گزارش ہے کہ وہ عہدیداران سے تعاون کریں اور اپنا اپنا چندہ ادا کر کے ہفتہ وصولی کو کامیاب بنائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اعلان دار القضاء

مکرمہ زبیدہ بیگم صاحبہ محلہ دار الیمن وسطی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم چوہدری حمید الدین صاحب وفات پا چکے ہیں۔ مرحوم کی ذاتی امانت ۱۴/۱۸۵ تحریک جدید میں اس وقت مبلغ -/۶۰ روپے موجود ہیں۔ رقم مذکورہ بالا مجھے ادا کئے جانے پر مرحوم کے دیگر وارثان کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ رقم مبلغ -/۶۰ روپے مجھے ادا کرنے کا فیصلہ صادر فرمادیں اگر کسی وارث وغیرہ کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک اطلاع دی جاوے

(ناظم دار القضاء ربوہ)

نصرت الٰہی۔ بقیہ صفحہ (۴)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کب بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ اس نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا اور آپ کی قوم الیکہ زلزلہ کا لقمہ بن گئی۔ ان کے گھروں کو اس طرح تباہ کر دیا گیا کہ معلوم نہیں دیتا تھا کہ کبھی یہ جگہ آباد ہو اور حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والوں کو جو قوم مدین کی نظر میں حقیر و ذلیل اور بے حقیقت تھے۔ اپنی بے پایاں رحمت سے اس زلزلہ سے محفوظ رکھا۔ قوم مدین کی یہ تباہی اور حضرت شعیب علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کا محفوظ و مصئون رہنا اس کی مدد و نصرت کا ایک زبردست نشان ہے۔

(باقی)

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار کے بہنوئی مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب چونڈہ S-E لاہور میں واپڈا سنٹرل ہسپتال میں بعارضہ السر بیمار ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں ان کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔ (حافظ محمد صدیق راشد مربی سلسلہ۔ اوکاڑہ)

(۲) میری ایک عزیزہ سخت بیمار ہے۔ علاج کے باوجود تا حال افاقہ نہیں ہے نیز میرا نواسہ فرحان احمد کالی کھانسی کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب سے دردمندانہ درخواست ہے کہ ہر دو مریضوں کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ (کرم دین ۲۸/ڈی باغ محلہ جہلم)

(۳) خاکسار کے بڑے بہنوئی مکرم شبیر احمد اختر ٹیکنیکل اسسٹنٹ سروے آف پاکستان راولپنڈی عرصہ ۳ ماہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی جلد اور کامل شفایابی کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔ (محمود مجیب اصغر انجینئر ۵/۲ دار الصدر شمالی ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمِ تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی نظر میں

نبی اُمّی حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ عظیم کی برکت سے علوم وفنون کے جو لاتعداد اور لازوال چشمے جاری ہوئے ان میں علمِ تاریخ کو ایک نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ کتاب اللہ میں بار بار قدیم اقوام کے حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اُن کے عروج و زوال کے فلسفہ پر غور کرنے کی طرف نہایت زور سے توجہ دلائی گئی ہے۔ اسلام میں حضرت عبدالملک بن ہشام، حضرت محمد بن سعدؒ، حضرت محمد بن جریر طبریؒ، حضرت مسلم بن قتیبہؒ، حضرت علی بن حسین مسعودیؒ، حضرت شمس الدین ابن خلکانؒ، حضرت قاضی حسین بن محمد دیار بکری، اور حضرت علامہ محمد بن خلدونؒ جیسے فقید المثال اور بلند پایہ مؤرخ پیدا ہوئے جنہوں نے علمی دُنیا میں اپنا سِکہ بٹھا دیا۔ خصوصاً علامہ ابن خلدونؒ جنہوں نے فلسفۂ تاریخ کی بنیاد ڈالی اور مقدمۂ تاریخ لکھ کر فنِ تاریخ نویسی میں ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا بلاشبہ یورپ کی تاریخ نویسی کا جدید دَور آپ ہی کے فلسفۂ تاریخ کا رہینِ منت ہے۔

سلسلہ احمدیہ چونکہ اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا ہی دوسرا نام ہے اِس لئے حضرت مہدی موعودؑ اور آپؑ کے مقدس خلفاء نے علمِ تاریخ کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے اور بہت سے تاریخی واقعات پر اِس شان سے روشنی ڈالی ہے کہ صدیوں اور قرنوں کے دبیز پردے ہٹ گئے ہیں اور آفتابِ حقیقت مغرب کے اُفق سے بھی جلوہ گر ہوتا صاف دکھائی دے رہا ہے۔

حضرت مہدی معہود علیہ السّلام فرماتے ہیں:۔

(۱) "علمِ تاریخ سے دینی مباحث کو بہت کچھ مدد ملتی ہے۔" (البلاغ ص۵)

(۲) "صحیح تاریخ ایک عمدہ معلّم ہے۔" (الحکم ۲۴ر اپریل ۱۹۰۲ء ص۶)

(۳) "قومی تواتر اور تاریخ کو ہم کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔" (الحکم ۱۰ر ستمبر ۱۹۰۵ء)

حضرت حاجی الحرمین الشریفین علّامہ مولانا نور الدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"جب کسی قوم کو اپنی تاریخ بھول جاتی ہے تو غیرت اُٹھ جاتی ہے۔" (بدر ۱۴ر نومبر ۱۹۱۲ء)

سیّدنا محمود حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:۔

"اقوام کی ترقی میں تاریخ سے آگاہ ہونا ایک بہت بڑا محرّک ہوتا ہے اور کوئی ایسی قوم جو اپنی گذشتہ تاریخی روایات سے واقف نہ ہو کبھی ترقی کی طرف قدم نہیں مار سکتی۔ اپنے آباؤ اجداد کے حالات کی واقفیت بہت سے اعلیٰ مقاصد کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔"
(لیکچر "اسلام میں اختلافات کا آغاز")

ہمارے موجودہ امام حضرت سیّدنا خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعتِ احمدیہ کو مطالعۂ تاریخ کی تحریک کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"تاریخ کا جاننا اور خصوصاً اپنی تاریخ کا جاننا ہم سب کے لئے ضروری ہے کیونکہ کسی انسان اور جماعت کی زندگی اپنے ماضی سے کلیۃً منقطع نہیں ہوتی مجھے یہ احساس ہے کہ بہت سے احمدی گھروں میں سلسلہ کی تاریخ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے واقعات دوہرائے نہیں جاتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں بعض جگہ خود ان واقعات کی تصویر کھینچی ہے۔ ان واقعات کو بچوں کے سامنے دُہرانا چاہیئے ۔۔۔ ہماری یہ ایک معمور تاریخ ایک کامیاب تاریخ ہے۔"
(الفضل ۱۰ر وفا ۱۳۵۲ہش بمطابق ۱۰ر جولائی ۱۹۷۳ء ص۳-۵)

(دوست محمد شاہد)

تقاریبِ شادی

(۱) میری ہمشیرہ عزیزہ صفیہ بیگم بنت چوہدری محمد شریف احمد صاحب صدر جماعتِ احمدیہ ٹیکسلا کی تقریب رخصتانہ مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۷۷ء کو عمل میں آئی۔

عزیزہ موصوفہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹/۱۲/۷۵ کو مسجد مبارک ربوہ میں عزیزم محفوظ الرحمٰن ابن مکرم محمد منشی خان صاحب آف نارووال سے پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ کے موقع پر مکرم محمد علی صاحب فیضی نے دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین

(خاکسار چوہدری محمد بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور)

(۲) ۱۷ر جولائی ۱۹۷۷ء بروز اتوار مکرم چوہدری عبدالرحیم خان صاحب کاٹھ گڑھی محلہ دارالصدر شرقی ربوہ نے اپنے بیٹے چوہدری مظفر احمد خان صاحب بی۔ اے کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں متعدد بزرگوں اور دوستوں نے شرکت کی۔ ان کے نکاح کا اعلان مورخہ ۸ر مئی ۱۹۷۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں مبلغ چار ہزار روپیہ حق مہر پر ہمراہ محترمہ نسیم خانم صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد شریف صاحب ربوہ کے ساتھ فرمایا۔

مورخہ ۱۶/۷/۷۷ بروز ہفتہ تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری ناظر اشاعت لٹریچر و تصنیف نے دعا کرائی۔

احباب دعا کریں کہ یہ تعلق جانبین کے لئے بابرکت ہو۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

دُعائے مغفرت

خاکسار کے والد محترم ملک علی قدر صاحب آف ہسولہ ضلع جہلم جنہوں نے ۱۹۰۲ء میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا تھا ۹۵ سال کی عمر میں ۲۲ر جون ۱۹۷۷ء کو شام کے ۷½ بجے چکوال ضلع جہلم میں وفات پا گئے، انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔

مورخہ ۲۳/۶/۷۷ کو ربوہ میں نماز عصر کے بعد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ فی الحال امانتاً عام قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اپنے پیچھے سوگوار بیوہ کے علاوہ چھ بیٹیاں اور ایک بیٹا (خاکسار) اور چالیس کے قریب نواسے نواسیاں اور پوتے پوتیاں چھوڑے ہیں۔

احبابِ جماعت والد صاحب مرحوم کے رفیع درجات اور مغفرت کے ساتھ ساتھ پسماندگان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

خاکسار ملک محمود احمد
سپروائزر محکمہ ٹیلیفون حیدرآباد سندھ

الفضل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ٹریکٹر برائے فروخت

ایک ٹریکٹر فورڈ ۴۰۰۰ جس میں بالکل نیا انجن رکھا گیا ہے۔ پریشر سٹیئرنگ ہے۔ بہترین حالت میں دستیاب ہے۔ خواہشمند حضرات پتہ ذیل پر رابطہ قائم کریں:۔

ظفر احمد
۹/۴ دارالصدر شمالی ربوہ